سلسلۂ مطبوعات کتاب خانۂ ریاست رامپور : نمبر ۹

سلک گوہر

میر انشاء اللہ خان انشا دہلوی متوفی ۱۲۳۳ھ
کی لکھی ہوئی بے نقط اردو کی
ایک کہانی
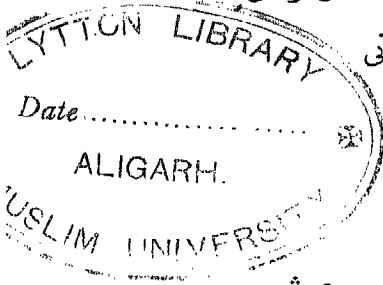
بتصحیح

امتیاز علی خان عرشی
ناظم کتاب خانہ

حسب الحکم اعلی حضرت فرمانروای رام پور دام اقبالہم و ملکہم

اسٹیٹ پریس، ریاست رامپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میر انشاء اللہ خان دھلوی (متوفی ۱۲۳۳ھ = ۱۸۱۸ء)
اردو زبان کے مایۂ ناز ادیب ھیں۔ اُن کے دماغ میں جتنی ھمہ گیری تھی، ھندوستانی شعرا اور ادیبوں میں اُس کی مثال بمشکل ھی مل سکے گی۔ عربی، فارسی، ترکی، پشتو، اردو، ھندی، پوربی، بنگلہ، پنجابی، کشمیری، سب میں کہا ھے، اور کہا جاتا ھے کہ خوب کہا ھے۔ پھر ھر زبان کی نثر پر بھی قدرت رکھتے تھے اور نظم پر بھی، بے نقط کے بھی استاد تھے اور بولچال میں بھی اھلِ زبان جیسی مہارت حاصل تھی۔

صاحبِ قلم ھوتے ھوے صاحبِ سیف بھی تھے۔ محمد بیگ خان ھمدانی کے ساتھ متعدد جنگی معرکوں میں شریک ھوکر دادِ شجاعت دی۔ ایک بار جیسے نگر میں ھمدانی کے بھتیجے مرزا اسمعیل بیگ خان سے کسی بات پر بگڑ بیٹھے۔ بیچارے کو جان چھڑانا مشکل ھوگئی تھی۔ لوگوں نے بیچ میں پڑ کر معاملہ سلجھایا، ورنہ یہ تو کٹار لے کر جھپٹ ھی پڑے تھے۔

شجاعت کے ساتھ خوش بیانی اور ظرافت کے بھی پتلے تھے۔ جہاں بیٹھ جاتے، باتوں کے باغ لگاتے اور چٹکلوں کے گل کھلاتے۔ بات میں بات ایسی پیدا کردیتے کہ سننے والے عش عش کر اُٹھتے۔ جو ہتھے چڑھ جاتا، چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب، اُسے چھیڑتے، اور بدقسمتی سے چڑھ جاتا، تو چھیڑ چھیڑ کر پاگل بنا دیتے۔

ہنسی دل لگی کے ساتھ رکھ رکھاؤ بھی غضب کا تھا۔ بڑے بڑے آدمیوں کو بھی خلافِ مزاج بات نہ کہنے دیتے۔ ایك دن نواب سالارجنگ کے بیٹے مرزا قاسم علی خان کسی شعر میں ان سے اُلجھ پڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نواب سعادت علی خان کے روبرو اُنھیں قائل ہونا پڑا۔

ذکاوت اور طباعی میں طاق تھے۔ غزلوں اور قصائد کی نت نئی زمینیں نکالتے اور اشعار میں اچھوتے مضمون باندھنے کی کوشش کرتے تھے۔ ١٦ برس کی عمر میں نواب شجاع الدولہ کی صحبت میں داخل ہوے، اور مرتے دم تك کبھی نواب نجف خان کے لشکر میں رہے، کبھی بندیل کھنڈ میں جا براجے؛ ابھی میرزا سلیمان شکوہ بہادر کے ندیم تھے، وہاں سے اُٹھ کر الماس علی خان خواجہ سرا کے ہم جلسہ بن بیٹھے؛ آخرمیں نواب سعادت علی خان بہادر کے زیر سایہ مزے اُڑاے اور اُن کی رات دن کی صحبتوں

کا کھلونا بنے رہے۔ مگر اس جہاں گردی اور ہرجائی پن کے باوجود تصنیف و تالیف کا شغل برابر جاری رکھا، اور سچی بات یہ ہے کہ اپنی طبیعت کے جوہر یہاں بھی خوب خوب دکھائے۔

ان کی تصنیفات میں سے کلیاتِ نظم، دریای لطافت اور رانی کیتکی کی کہانی[1] مشہور ہیں اور چھپ کر شائع بھی ہوچکی ہیں۔ مخزن الغرائب (ورق ۶۰ ب) میں چند سورتوں کی بے نقط تفسیر کا بھی حوالہ ملتا ہے، مگر یہ کتاب کہیں نظر سے نہیں گزری۔ کتابخانۂ عالیۂ رامپور میں ان کی دو اور کتابیں محفوظ ہیں، جن کے نسخے کسی دوسری جگہ نہیں پائے جاتے۔

ا) پہلی کتاب، انشا کے ترکی روزنامچے کے چند اوراق ہیں، جن میں پنجشنبہ ۱۸ جمادی الاولی ۱۲۲۳ھ (۱۲ جولائی ۱۸۰۸ء) سے جمعہ ۲۵ جمادی الآخرہ سال مذکور (۱۸ اگست سالِ مذکور) تک کے روزمرہ واقعات بیان ہوے ہیں۔ ان میں سے بعض بہت دلچسپ اور مفید ہیں، مثلاً

۱ــــ رانی کیتکی کی کہانی کا دوسرا ایڈیشن انجمن ترقیِ اردو کی طرف سے شائع ہونے والا ہے، جسے حقیر عرشی نے کتاب خانۂ رامپور کے دو مخطوطوں سے مقابلہ کرکے مرتب کیا ہے۔

۱) یکشنبہ ٥ جمادی الآخرہ کو نواب سعادت علی خان بہادر کے حضور میں تصاویر کا ایك مرقع پیش ھوا۔ کسی تصویر کے سر پر بیڈھنگی سی پگڑی تھی۔ آفرین علی خان اُسے دیکھ کر بول اُٹھے کہ «یہ تو پگڑی نہیں، فراسیس کی ٹوپی ھے»۔

انشا لکھتے ھیں کہ «میں نے آھستہ آھستہ یہ پڑھا:

«پگڑی تو نہیں، ھے یہ فراسیس کی ٹوپی»

حضور نے سن لیا اور فرمایا: «صاحب، چلّا کے کیوں نہیں پڑھتے؟ دیکھو، میان آفرین علی خان، تم پر یہ مصرع ھوا ھے»۔

اُنھوں نے کہا: «پیر و مرشد، کیسا مصرع؟»

فرمایا: «ھم کیا جانیں؟ انھوں نے کہا ھے:

پگڑی تو نہیں، ھے یہ فراسیس کی ٹوپی»۔

میں نے کہا: «یہ عجب زمین نکلی! حضور کی زبان سے ارشاد ھوا ھے، غلام کو ان سے کیوں پھنساتے ھیں؟ اکثر ایسا اتفاق ھوتا ھے کہ کہنے والے کا مقصد نہیں اور بات موزوں ھوجاتی ھے»۔[۱]

۱۔ اساس عبارت میں «انشا لکھتے ھیں» کے بعد سے یہاں تك خود انشا کے اپنے الفاظ ھیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں ھے، اس نے جگہ جگہ ترکی عبارت کے ساتھ اردو جملے لکھے ھیں۔

اس اندراج سے انشا کی ایک مشہور غزل کی صحیح شانِ نزول کا پتا چل جاتا ہے، جو کلیات کے بیان سے قدرے مختلف ہے

سہ شنبہ ۷ ماہِ مذکور کے تحت لکھا ہے کہ جنابِ عالی کے صاحبزادے حسین علی خان بہادر کی فرمایش پر میں نے یہ ٹھیٹ ہندوستانی جملہ بولا: «پرانے دھرانے ڈاگ، بوڑھے گھاگ، سرھلا کر، منہ تھتھا کر، ناک بھوں چڑھا کر یہ کھڑراگ لائے».

یہ جملہ قدرے تغیر کے ساتھ رانی کیتکی کی کہانی میں موجود ہے۔ اس سے یہ اندزہ ہوجاتا ہے کہ مذکورہ کہانی ۷ جمادی الآخرہ ۱۲۲۳ھ (۱۸۰۸ء) کے بعد لکھی گئی تھی۔

اگر اس روزنامچے کا مکمل نسخہ دستیاب ہوجائے، تو انشا اور دربارِ اودھ کے متعلق بہت سی مفید باتیں ہمارے علم میں آسکیں گی۔

۲) دوسری کتاب «سلک گوہر» ہے، جو اس وقت آپ کے سامنے موجود ہے۔ یہ ایک مختصر کہانی ہے، جسے اپنی طبیعت کی اپج دکھانے کے لیے انشا نے بے نقط اردو میں لکھنے کی کوشش کی ہے۔

جہاں تك لطفِ زبان كا تعلق ھے، انشا كا قلم وہ گلكارياں دكھانے ميں بالكل ناكام رہا ھے، جو اُس كی دوسری كتابوں ميں جگہ جگہ نظر آتی ھيں۔ اس كی وجہ يہ نہيں ھے كہ انشا نے يہ كوئی انوكھی كوشش كی تھی۔ اُس سے پہلے، علاوہ چھوٹی چھوٹی عبارتوں يا خطوط كے، ملك الشعرای ھند فيضی كی دو كتابيں «موارد الكلم» اور «سواطع الالہام» نثرِ عربی ميں اور «ديوانِ مادح» نظمِ فارسی ميں موجود اور مشہور و مقبول ھوچكی تھيں۔ خود انشا ھی نے ايك بےنقط قصيدہ، ايك بےنقط ديوان اور ايك بےنقط فارسی مثنوی، «طورالاسرار» كے نام سے ۱۲۱۴ھ (۱۷۹۹ء) ميں تاليف كی تھی۔ چنانچہ اس كا ايك شعر «سلكِ گوھر» كے ديباچے ميں نواب سعادت علی خان بہادر كی مدح كرتے ھوئے نقل بھی كيا ھے۔

در اصل اس بےلطفی كی وجہ يہ ھے كہ عام اردو بولچال كا سرمايۂ الفاظ انشا كے عہد ميں يونہی كم تھا، اُس پر طرہ يہ ھوا كہ ھندی كے وہ سب لفظ، جن ميں ٹ، ڈ يا ڑ پائی جاتی ھے، اس بنا پر چھوڑنا پڑے كہ اُس زمانے ميں ان پر چھوٹی سی «ط» لكھنے كی جگہ چار چار نقطے لگائے جاتے تھے۔ اگر موجودہ چلن انشا

کے دور میں بھی پایا جاتا، تو عبارت کی سانس اتنی نہ گھٹ جاتی۔

اب صرف دو راستے باقی رہتے تھے۔ پہلا یہ کہ سنسکرت اور ہندی کے بے نقط الفاظ زیادہ کھپائے جائیں، اور دوسرا یہ کہ عربی و فارسی سے مدد لی جائے۔ چونکہ انشا کے بہت بعد تك ہندو اور مسلمان دونوں اپنی تحریر و تقریر میں سنسکرت اور ہندی کے نامانوس الفاظ سے پرہیز کیا کرتے تھے، اور اُن کی جگہ عربی و فارسی کے وہ لفظ بھی لکھ اور بول لیتے تھے، جو عام طور پر مستعمل نہ تھے، اس لیے انشا نے بھی رواجِ زمانہ کے مطابق عربی و فارسی کے ذخیرۂ الفاظ ہی سے دریوزہ گری کی، اور وسعتِ داماں بڑھانے کے لیے عربی کے اُن لفظوں کو بھی الف کے ساتھ لکھ کر غیر منقوط بنالیا، جو الفِ مقصورہ پر ختم ہوتے اور «ی» کے ساتھ لکھنے میں آتے تھے۔ مگر اوس سے پیاس نہیں بجھا کرتی۔ جن لفظوں اور ترکیبوں سے کان آشنا نہ ہوں، اُن کا مطلب سمجھ بھی لیا جائے، تب بھی لطف حاصل نہیں ہوا کرتا۔ اور یہ نامانوس پن سنسکرت اور ہندی ہی میں نہیں، عربی و فارسی الفاظ میں بھی بے کیفی ہی کا موجب ہوتا ہے۔

اس عیب کو دور کرنے کے لیئے انشا نے مطالب و معانی میں جدّت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ باراتیوں میں مختلف طبقات کی نمایندگی کی غرض و غایت یہی نظر آتی ہے، اور اُن کی ہیئت کذائی، عادات و خصائل، اور بولچال کی مصورانہ نقالی اسی کی شاہدِ عادل ہے۔ مگر اشکال و اغلاق کے بھاری بھرکم پردے اُٹھا کر شاہدِ معنی کا دیدار کیا جائے، تو بجائے تسکین کے وحشت اور جھنجھلاہٹ ہی بڑھے گی۔

بہر حال انشا کی یہ کوشش اردو زبان کی تاریخ میں ایک دلچسپ اضافہ کرتی، اور اپنے سیٹھے پن کے باوجود مستحقِ ستایش تھی؛ اس لیے کتاب خانۂ رامپور کی طرف سے اسے شائع کیا جا رہا ہے۔

چونکہ اس کتاب کا صرف ایک ہی مخطوطہ دستیاب ہوا، اور محققین واقف ہیں کہ ایک قلمی نسخے پر کسی متن کی بنیاد رکھی جائے، تو مشتبہ مقامات کا رہ جانا ناگزیر سا ہوا کرتا ہے؛ اس لیے اگر اس چھوٹی سی کتاب میں آپ کو بھی متعدد جگھوں پر ٹھہر جانا پڑے، تو مرتب معذور و معاف خیال کیا جائے۔ اگر کسی اہلِ ذوق کو اس کا دوسرا مخطوطہ دستیاب ہو، تو بعدِ

مقابلہ صحیح الفاظ و فقرات سے مطلع کر کے مرتب کو ممنون فرمایا جائے۔

آخر میں یہ واضح کردینا مناسب ہوگا کہ زیرِ نظر مطبوعہ نسخے میں اس کی کوشش کی گئی ھے کہ الفاظ کا وہ املا برقرار رکھا جائے، جس میں کسی حرف کے اندر نقطہ داری کا عیب نہ پیدا ہوتا ہو۔ ایسا کرنے میں بعض جگہ بمجبوری نسخے کے کاتب سے اختلاف بھی کرنا پڑا ھے۔ مثلاً اُس نے عربی لفظ «عل» کو کہیں اس طرح اور بعض جگہ «علا» لکھا ھے۔ پہلی صورت انشا کے مقصد کے خلاف تھی، اس لیے مطبوعہ نسخے میں موخر الذکر کو اختیار کیا گیا ھے۔

کہیں کہیں کاتب نے الفاظ کے املا میں بے ضرورت ردوبدل بھی کر دیا تھا۔ مثلاً ھاے مختفی پر ختم ھونیوالے لفظوں کو کبھی الف کے ساتھ بھی تحریر کیا تھا۔ چونکہ ھای مختفی غیر منقوط حرف ھے، اس بناپر ایسے الفاظ پوری کتاب میں اصلی املا پر برقرار رکھے گئے ھیں۔

خدا کرے یہ کتاب بھی سلسلۂ مطبوعاتِ کتابخانۂ رامپور کے پچھلے نمبروں کی طرح اھلِ ذوق کو پسند آئے

اور اعلی حضرت فرمانروائے رامپور دام اقبالہم و ملکہم کے مبارک عہد میں اور زیادہ مفید اور اہم علمی کام انجام پائیں۔ آمین!

کتابخانۂ عالیہ، ریاست رامپور
۱۰ اگست سنہ ۱۹٤۸ء

امتیاز علی عرشی
ناظم کتاب خانہ

سمرِ ماہ ساطع ملک روس و ملکۂ گوہر آرا

در حمد و درودِ رسول و ولدِ عم و آلِ اطہار او،
سَلَّمَهُمُ اللّٰهُ المَلِكُ السَّلامُ و كَرَّمَهُم!

عالم عالم حمد، صحرا صحرا درود، اللہ صمدِ ودود، اور رسولِ کردگار، سر گروہِ رُسُل، محمدِ محمود، اور آلہ الاطہار کو؛ اور سو لاکھ سلام ہر سحر و مسا اُس ماہِ مصرِ اسلام، مدار المہامِ سرکارِ ملکِ علاّم، امامِ ہمام، اسداللہ کو، کہ مع[1] عساکر و اعلام مدام معرکہ آرا رہا۔ اس حد کو علم کس کا، اور کس کا حوصلہ کہ مرحلہ گرد اُس راہ کا ہو! اللّٰهُمَّ صَلِّ علا[2] مُحَمَّدٍ وَّآلِہ، وَ عُلُوِّہ وَ كَمالِه!

۱۔ اصل: معہ ۔ لیکن ضمیر غائب کا اضافہ نادان کاتبوں کی غلطی سے ہوتا رہا ہے، اس لئے میں نے متن میں اصلاحی صورت اختیار کرنا مناسب خیال کیا۔

۲۔ اصل میں یہاں ''علیٰ''، اور آئندہ کہیں کہیں ''علی''، اور زیادہ تر ''علا'' لکھا ہے، تاکہ حرف یا سے جو اصلاً نقطہ دار ہے، احتراز کیا جا سکے۔ اس منشا کے پیش نظر میں نے ہر جگہ الف سے لکھنے کو ترجیح دی ہے۔

کلامِ مصرع دار

مدادِ مردمكِ حور و كلكِ سدره كدهر
كه هو مُسوّدهٔ حمدِ داورِ عالم
مدام وردِ درودِ رسول «صلِّ علا
مُحمّدٍ وّ علا آلِه» كرو هر دم

اطلاعِ اسمِ موسسِ كلام، سلّمهُ اللّهُ مَعَ آلِه وَ اولادِه

واه، واه، او دل آگاه، او مرادِ كلمهٔ «لَوْ اَرَادَ اللّه» همسرِ املا، ولوله![1] سلسلهٔ كلام كو حورآسا، اور محاورهٔ اردو كو امردِ ساده رُو كر دكهلا، اور اسم اُس كلام كا «سلكِ گوهر» ركه، اور آ،

مدحِ حاكمِ عصر، اَدامَهُ اللّه

اور اُس حاكمِ عصر، مالك الرؤساءِ وساده آرا كو كر دعا، كه عدل اُس كا مرسوم، اور اسمِ مُعلاّ اُسكا «لَهُ السّعادَه» معلوم هوا -

كلامِ مصرع دار[2]

الله وُرا مراد داده　　　اَعْطا علماً، لهٔ السّعاده

---

۱ - اصل میں «ولولا»، هے، لیكن بعض جگه كاتب نے صحیح املا «ولوله» بهی برقرار ركها هے - چونكه های هوز خود بے نقط هے، میں نے هر جگه صحیح املا كو ترجیح دی هے -

۲ - ملاحظه هو كلیات انشا : ۱۸۲

الہٰا، مدام عالم عالم اُس کا محکوم، اور حاسد اُس کا معدوم ہو!

در اساسِ کلام

در عالمِ علوِ حوصلہ، کہ سالہا سال ہم کو سودا سا مطالعۂ احوالِ ملوکِ عالم کا رہا، ملکِ روس اور ملکۂ گوہر آرا کا حال اس طرح معلوم ہوا۔

در گلکدۂ سمر و احوالِ طلوعِ سحر

ہر گاہ سحر گاہ ماہِ امردِ کم عمرِ سادہ رو، اہلا گہلا رسمسا سا، مسرورِ سکرِ مدامِ طہور.........[1] مرصع محل کا وارد ہو کر آرام گاہِ معہود کو سدھارا، اور عروسِ ہوا کا سلسلہ[2] ہلا اور ہر طرح کا گل، سرد سرد اوس اور سہاگ لہر کھا کر کھلا، اور لمعۂ مہر کا ورود سرِ کوہسارِ طلا کار ہوا،

وصولِ ملکِ روس در مصور محل

ملکِ روس، راس الرؤسِ ممالکِ محروسہ، سوار کار ہما کردارِ صرصر اطوار، ہمراہِ علم و دہل و کوس، مرحلہ

۱۔ اصل میں یہاں ایک لفظ کی بقدر جگہ میں نقطے ہیں۔

۲۔ اصل : سلسلا۔

گردِ گردا گردِ دورۂ گردِ صحرا، در صددِ ارادۂ آهو[۱] رہ گم کردہ، آلودۂ هراس و وسواس، واردِ حصارِ طلا کارِ سرکارِ ملکہ گوهر آرا هوا۔ اللہ، اللہ! وہ عہدِ موسمِ گل کا ولولہ[۲]، اور سو کوس لالۂ حمرا کھلا، اور وہ اُس مصور محل اور معطر محل کا ارم کا ساعالم!

احوالِ سراسر ملالِ ملکِ مسطور

حاصل کہ وہ همسرِ کسرا و دارا ملکِ مسطور، مصور محل کو گھور گھور، ملکۂ گوهر آرا کا گردۂ رو مصورِ لوحِ مردمک کر کر محو و آوارہ هوا، اور اُس کو سارا درد والم گوارا۔ وہ اُس کا احوالِ سراسر ملال اگر سرِ مو محرر هو، سو معلوم۔ مدرکہ، حواس، واهمہ کل معدوم۔ ولولہ اور دهوم دهام، مدام اُس کا کام؛ اور اُس مصور محل کو سو سو سلام، اور همراہِ دمِ سرد اس طور کا کلام:

کلامِ مصرع دار[۳]

اور کس کا آسرا هو سرگروہ اس راہ کا؟
آسرا اللہ اور آلِ رسول اللہ کا

۱۔ اصل: آهو رہ گم کردہ۔ مگر میرے نزدیک "رہ گم کردہ" ملک روس کی صفت هونا چاهئے۔
۲۔ اصل: ولولا۔
۳۔ ملاحظہ هو کلیات انشا: ۲۳۰ حاشیہ۔

احوالِ اطلاع ملکۂ گوهر آرا و ورودِ ملكِ روس در معطر محل

ملکۂ گوهرآرا کا دل اس حال کا مطلع هوا۔ اُس دم محرمِ اسرار، مهر کردار، هم عمر، ماه رو کو کہا که «ادهر[1] آؤ، اور اُس کو لاؤ»۔ هرگاه مار مهره عطاردِ الماس آسا کا لگا، اور محلِ لتمسیع مارِ مدِ سما کالا هوا، اور مدادِ مردمكِ حورِ ملاءِ اعلا کا مسوده کهلا، اور وسواس کا کلسرا اُس کا اُگلا هوا سم کها کر سو رها، اور گهواره کودكِ ماهِ مراد کا هلا، ملكِ روس کلاهِ مکلل گوهر و الماس و لعل رکهه کر، اُس صدورِ امر کا مامور هو، سهما هوا مع[2] ماه رو واردِ معطر محل هو کر کراها۔

اول اول سلسله کلام کا اس طرح کهلا۔ ملکۂ گوهر آرا کا سر هلا که «هاء! راه و رسمِ معمول و مرسوم سوا اگر سرکار کا اور اراده هو، سو معلوم۔ الوداع، آرام! اور دهوم دهام کا واسطه اور سارا رولا کس کام؟ والله که حد گرما گرم هو! اس طور کا سراسر آگ اور لاگ لگاؤ والا اور مردوا کم هوا هوگا۔ اگر سودا هوا هو، کالا لهو کم کرواؤ۔ اور اگر هولِ دل هو، دواء المسكِ سرد و گرم کهاؤ۔

١۔ اصل: اودهر

٢۔ اصل: معه

گوہمسرِ ماہِ مصر ہو، ہو، عامل مُلا لاؤ. کلام اللہ دم کرواؤ۔ وہ موا سودا درگور کہ سارا گھر کا گھر رسوا ہو۔ لو، ہمارا کہا کرو۔ سر کو، راہ لو، گھر کو سدھارو، مگر اس مُہر کو لو، اور ہر طرح دل کو دلاسا دو۔ اور اس کا گل کھاؤ، لاگ کو آگ لگاؤ، والد اور والدہ کو مطلع کرو۔ مُہرۂ مہر کو ہلاؤ۔ مسودہ اس کام کا ہو، سو لکھو، لکھاؤ۔ مُہر کر صدر الصدورِ ملک کو حوالہ کر ارسال کرو۔ اگر ہمدگر کو وہ مراسلہ اور معاملہ گوارا ہو، حصولِ وصل لا کلام ہوگا۔ وَ اِلّا، لَاحَولَ وَلاَ۔

ورودِ ملکِ روس در کوہِ طلا و مکالمۂ طاؤس مراد و ملکِ مسطور۔

حاصل کہ وہ اداس رُک رکاؤ کا کلمہ و کلام مسموع کر کر، ملکِ روس کا حد سوا دل دکھا، گولا سا لگا۔ ملکۂ گوہر آرا کو وداع کر کر کہا: «اوہ! ہو، سو ہو۔ ہوا سو ہوا۔ طالع کا لکھا ہوگا»۔ محروم اور ملول، راکھ دھول سر کومل دل صرصر آسا صحرا کا رہگرا ہوکر، اس طور دلاسا دہِ دل ہوا کہ «لو، مولا، اُداسا کسو، دِسا کرو۔ اس معطر محل اور گھماگھم کو لوکا آگ کا لگا کر دھدکار دو»۔

مدعا کہ وہ اِکلا آلودۂ درد و الم، دو سال کامل دوا دو،

روا رو کرکر، سرِ کوہِ طلا آدھمکا۔ لعل کا گھر آدھر اور الماس کا سہ درہ، اور لوحِ سحر، اور ھدھدِ طلسم، اور مردِ صد سالہ اُس کو محسوس ھوا۔ وہ سالکِ مسالکِ ودادِ کامل طاؤس آسا معرکۂ سماع و حال کا گرم کرکر کوکا، اور مردِ معمرِ صد سالہ اس صدا کا آگاہ ھوکر للکارا کہ «او وارد راہ، مدعا دل کا کہ۔ اگر مال و ملك درکار ھو، کمر کھول؛ اور اگر معاملۂ دل ھو، اُس ماھرو کا اسم ھم کو معلوم کروا، سرمۂ طلسم. اور سرکارِ موسا[1] کا عصا وہ طور والا، اور مدد کا رسّا اور کاسہ[2] امداد ھوگا۔ اُس سرمۂ طلسم کا وہ کام کہ اُس کو لگاکر گھر گھر کل کو گھورا کرو، اور دوسرا مطلع حال ھو، سو معلوم؛ اور عصا وہ عصا کہ گاہ مار گاہ دَو حہ کردار ھو؛ اور رسا وہ رَسا کہ ھر ماہ رو کو کس لو؛ اور کاسہ وہ کاسہ[3] کہ ھر طرح کا طعام کھاؤ کھلاؤ، دو، لو، اُس کا طعام کد کم ھو»۔

ملكِ روس اس صدا کا سامع ھوکر کھلا، اور کہا کہ «اسم اس گدا کا ماہ ساطع ولدِ مہر طالع ملكِ روس، اور علم اُس ماھرو کا کہ دل اُس کا والہ ھوا، ملکۂ گوھر آرا

۱۔ اصل میں کاتب نے «موسا» لکھا تھا مصحح نے چھیل کر «موسیٰ» بنادیا۔ میں نے پہلی کتابت کو ترجیح دیتے ھوے «موسا» کو متن میں جگہ دی ھے۔
۲۔ اصل : کاسا۔
۳۔ اصل : کاسا وہ کاسا۔

سرکار کا سامعہ آرا ہوا ہوگا۔ واللہ ! کہ اگر دوسرا اُس سا ہو، سو اصلا۔

محامدِ اوصالِ[۱] ملکۂ گوہر آرا

اُس حورِ ارم کا وہ عالم، اور آس مراد کا موسم کہ اللہ، اللہ! کمر، کولا اور ادا، واہ، واہ، واہ! ممدوحۂ سما و سمک، کاکل دودِ آہِ ملک، دمک طلاکار، مہر کردار، دلک ماہ اطوار۔ وہ لوحِ طالع مساہمِ لوح طلسمِ اسرارِ دادار کردگار، اور وہ دو ہلالِ مساہمِ ہمدگر مادۂ سحرِ حلال۔ اور وہ معادلِ رماحِ معرکہ آرا ہُوَ ہُوَ سماکِ رامح۔ اور وہ دو صادِ کلکِ مالکِ معاد کا وہ عالم اور دھوم، کہ لوحِ[۲] مہر و ماہ وسوادِ دورۂ دہر ہر ہر واحد محکوم۔ اور محلِ سمع ہر واحد محسودِ کل۔ اور معاملہ دمِ ادا اُس مساہم و ہمدمِ صور کا کہ حامل اور محرک ہالۂ طلا کا مع لعلِ واحد اور دو گوہر ہوا، اللہ، اللہ! واللہ کہ واہ، اور واہ سو واہ، سو لاکھ واہ! اور دو گال کا اس طرح کا کمال، کہ ہو ہو مہر و ماہ کا سا حال۔ اور اُس سلکِ گوہر اور لعلِ احمر کا وہ احوال، کہ لالۂ حمرا اور اوس کا عالم۔ اور وہ محلِ مسّ

۲۔ اصل میں اس لفظ کے نیچے لکھا ھے: ''یعنی اوصاف سراپا''۔

۳۔ جملے کی عبارت چاھتی ھے کہ ''وہ موسم'' پڑھا جاے مگر اصل میں ''وہ'' نہیں ھے۔

اہلِ دول امرودِ ارم آسا آرام روح حور، اور گود اُس کا[۱] سہا کا دارِ سرور۔ گلا کو کلا کا سا۔ اللہ، اللہ! وہ لولوء لالا کا ہار، اور محل اُس کا مساہمِ سحرِ محرکِ مردہ۔ لاکھ سر کا ہو کر سرو اگر علم آرا ہو، اُسکو کہدو کہ اُس سرو کا سا مراد کا (ہو)[۲]۔ کولہا[۳] وہ کولہا کہ در اصل عسل دار مگس وار ہو۔ اور وہ موردِ حمل گدگدا، اوہو ہو ہو، اہاہاہا! گرہِ موء[۴] کمر اُس گرہ کا معا کسہ۔ سُرّہ وہ سرہ، ہمسر کلمۂ سرہ۔ اور وہ اودا اودا[۵] سا لہلہا مودار مّدِ عکسِ مار کا کل، الہا، المدد، المدد! اور روماول کا کالا گود سر کا سہارا کھا کر رودِ ماء العمر کا طامع ہوا۔ اور ہالۂ گہر دارِ طلا کا مور، سہاگ لہر والا ہلا اور اُس کو گھورا،[۶] سہم سہم دودِلا ہوکر، دو کوہِ الماس کا آسرا کر، رُک رہا۔ اور وہ موردِ الماس و لعل و گہر، کہ ہر گرد اُس کو مِل مل محسودِ سما و سمک ہو، سہا و عطارِد کا گھر۔ اور وہ گول گول ساعدِ

۱۔ آج کل گود کو مونث بولتے ہیں۔ غالباً انشا نے آغوش کے قیاس پر مذکر لکھا ہے۔

۲۔ اصل: ندارد۔ میں نے جملۂ سابق پر قیاس کر کے بڑھا دیا ہے۔

۳۔ اصل: «کولا» دونوں جگہ پر۔

۴۔ اصل: موکمر۔

۵۔ اصل: اواد اوداسا۔

۶۔ اصل: «کہوارا» بضم کاف۔

لامع موردِ مرور ماہ، اور وہ مادۂ[1] مار کا مولد کہ ہر عروس کا رسوا گھر ہو، لاکھ دل کا محلِ آرام۔ اور وہ دو کوہِ طلا، اُس دو کرۂ مدور اور گول گول کا معاکسہ کمر کہ[2] مردار کا وہم کم رکھ،[2] محلِ سروکار کو مسودۂ سیمِ آہو لکھ۔ اور عکس اُس آگ کا، وہ آگ کہ محاورۂ کلامِ اہلِ مکہ ہو،[3] ورل آسا۔ اور وہ دو محلِ سرِ اہلِ ہراس و وسواس، دو کاسِ مدورِ الماس۔ اور وہ دو عمودِ طلا کہ داماد عروس کو گھر لا کر اُس کا حامل ہو، مدارِ سرورِ اہلِ ہوس۔ اور وہ حاملِ سلسلۂ صدا آرا سمکِ طلا۔ اور وہ دس کلکِ لعلِ احمر مدارِ ہرکار، معصرِ دل اور معاکسہ مساہم ہر واحد کا، اور وہ مصلحِ عکسِ صلح اُس دم کہ حا کو سمسمِ اسودِ مداد کار کھکر معلم کرو، دس دس ہلال ہمراہ ماہ کامل۔»

کلام مہر آلودِ طاؤسِ مراد

الحاصل وہ مردِ صد سالہ اس کلام کو مسموع کر کر رحم آور ہوا، اور اُس کو کہا کہ « وہ سرمہ اور وہ عصا

۱ــ اصل : « مادہ » بتشدید دال۔ مگر یہاں « نر » کی مقابل « مادہ » مراد ھے۔ مادۂ مار سانپن۔

۲ــ اصل۔ « کمر کھہ » دونوں جگہ۔

۳ــ یعنی ران، جو عربی لفظ نار بمعنٰی آگ کا عکس ھے۔

اور وہ کاسہ اور رسا اگر درکار ہو، لو، اور مدعا دل کا ہر طرح حاصل کرو۔ و اِلّا سرِ کوہ رہو، دال اوگرا ہوگا، سو کھاؤ۔

۱ وہ دلدادہ روکر اس طرح کلام آرا ہوا کہ «مدعا دل کا حصولِ وصالِ دلدار سوا اور ہو، سو معلوم۔ اللہ کا رحم اور سرکار کا کرم اگر مددگار ہو، حلِ ہر گرہ سہل، اور دکھہ درد دور ہوگا۔»

ورودِ طاؤسِ مراد در محل و مکالمۂ او و گارو

ہرگاہ اس طرح کا مکالمہ ہمدگر مکمل ہوا، وہ کمال آگاہ داد رس ہر اہلِ درد گھر کو سدھارا، اور کل اہل و اولاد کو للکارا، اور مولودۂ مسعودہ[۱] گارو کو کہا کہ «او گل رو، ادھر آ، کہ مہر طالع کا ولدِ اسعد، ماہ ساطع ملکِ روس، ملکۂ گوہر آرا کا والہ و دلدادہ ہوکر ادھر وارد ہوا۔ اللہ، اللہ! عالم اُس کا اس طرح کا:

کلامِ مصرع دار

اهلا گہلا رسمسا، گورا گورا، واہ!
سادا سادا، گدگدا، گول گدا کا، آہ!

اور معاکسہ اُس محامد کا اس طور:

۱ــ اصل: مسعود۔

معاکسۂ کلامِ مسطور

گورا گورا، واہ! اھلا گہلا رسمسا
گول گدا کا، آہ! سادا سادا گدر گدا

وہ کام کر کہ اس امردِ سادۂ دلدادہ کو آسرا سہارا، اور دل اُس کا لہلہا ہو۔

گلرو کا، مسکرا کسمسا کر، کمر کولھا[1] ھلا کر، مالا مال ہوکر، سر ھلا اور دل کھلا، اور کہا کہ «اس کلام کا مآل[2] ھو، سو معلوم کرواؤ۔»

کہا کہ «وہ سرمہ اور وہ کاسہ اور وہ رسا اور وہ عصا لا دو کہ اُس کا کام اور ھم کو آرام ھو۔»

کہا: «دادا، وہ موا کاسہ واسہ،[3] سرمہ اُرمہ، رسا وسا، عصا وصا، کس کام، واسطہ، مدعا؟ ملکۂ گوھر آرا اور ھم ھم عمر اور ھم کلام۔ اُس کا کام ھم کو کل معلوم، اور ھمارا سارا اسرار اُس کو۔ اگر واسطہ ھمارا ھوگا، مدعا لا کلام ھوا، و اِلّا، لاَ۔اُس کو کہدو کہ گلرو کا کہا ھو، اور سرِ مو اصلا۔»

۱۔ اصل: «کولا» ۲۔ اصل: مال۔
۳۔ اصل: کاسا واسا۔

وصلِ ماہ ساطع و گلرو کہ مساس و معاملہ طورِ دگر آمدہ

مردِ صد سالہ اس کلام کا آگاہ ہوکر، اُدھر رھگرا ہوا، اور اُس کو کہا: آ، ملکِ روس کو دلاسادہ ہو»۔

الحاصل، اُس مردِ آوارہ کا اور اُس کا ھمدگر ملاؤ ہوا۔ لہر، گوکھرو، ململ، گھاس، اطلس کا سادا سادا طور کر کر، اُس ساحرہ کا دل کھلا۔ اُس دم وہ لعل کا گھر آدھر، اور الماس کا سہ درہ[1] وا ھوا۔ مردِ صد سالہ، گلرو کا دادا، علاحدہ دور رھا۔ مدعا کہ ماہ ساطع ھمراہِ گلرو اُس گھر کا صدر آرا ھوا، اور سلسلۂ کلامِ گلرو اول اول اس طرح ھلا:

کلامِ مصرع دار

آگ[2] لگاؤ، گرم ہو، آہ، رھا سہا کرو
وہ کہ دُراؤ[3] والا ہو، اُس کو اکل کھرا کرو
دور کرو دراؤ کو، سارا گلہ ھوا کرو
ھم کو ملو، دلو، کھلو، کھولو، گرہ کو وا کرو
آو، گھلو، ملو، کھلو، گود کو گد گدا کرو

۱ــ اصل: درا۔
۲ــ کلیات انشا، قلمی، ۱٤۵ الف میں «لاگ لگاؤ» ھی۔ مطبوعۂ دھلی: ۲۳۵ سلك گوھر کے مطابق ھی۔
۳ــ کلیات قلمی و مطبوعۂ دھلی: «دوراو»۔

کوکہ[1] مسوسو، کوس لو، اور ملولا گولا[2] کھاؤ
رولا کرو کہ دھوم دھام، آو، مگر ملو ملاؤ
گرم رہِ سلوك ھو، مروحه مہر کا ھلاؤ
دور کرو دھاك کو،[3] لہرا سہاگ کا لگاؤ
دکھ کو سکھا کر[4] آگ دو، راکھه کو سرمه سا کرو

ماه ساطع، گلرو کو گھور گھور گرما گرم ھوا، اور کہا: «اوه، لو آو، کہو، سو ھو۔»

اول حد سوا مساس ھوا، اور مساس ھوکر عمود کا سر ھلا، اور رس کا درا وا ھوا، اور اُس کام کا لگـّا لگا۔ ھر گاه لہر لہرا دم مار مار کر، وه راه مار گھسا، اور دھکا[5] گہرا لگا، گلرو کا کولھا دکھا، مسوسا کہا کر کہا: «کس طرح کا مردوا ملا، کہ رس کا محرم ھو، سواصلا۔ اس کام کو آگ کا لوکا! موا گد گدا گدا کا سا ساده لوح کدھر دھر دھمکا؟ ملکۂ گوھر آرا کو رسوا کر کر ادھر آکودا۔ اس کو مکا، اُس کو دھول، اس کو ھودا۔ لو

۱ــ اصل: گوکه۔ کلیات قلمی: کو کو، و مطبوعۂ دهلی: گوکه۔
۲ــ قلمی: کو که، م د: گوکه۔
۳ــ م د: دهاگ۔
٤ــ ق میں کاتب نے سهواً «سکھاکے» لکھ دیا ھی۔
٥ــ اصل: دکھکا۔

اور گل کھلا کہ لال لال اودا اودا سا لوھو گرا۔ حملہ کر کر گوکھرو سارا ملا دلا۔ آدم کہ موا گدھا»۔

الحاصل وہ کالا، آس مراد والا، اوس لس دار اگل کر مردہ[۲] سا ہو کر گرا۔ گارو کا اُس دم لعلِ گوہر دار ہلا اور کہا: «موا ملکۂ گوہر آرا کا مردودِ درگاہ گھر کا مالك ہوا۔ الہا! لوکا لگا اس سہاگ کو! وہ لگا کس طرح اور کس کام کا کہ گہرا گدکا مار ہم کو ادھموا کر کر ہوا ہو۔ لوگو، اس طرح کا لگور دوسرا ہو، سو معلوم۔ اول اول دعا اور سلام اور کلام کو حوالۂ سہو کر کر اور مدعا کو آلگا»۔»

ماہ ساطع اول دم کہا رہا۔ ہرگاہ گارو کا کلام سارا مکمل ہوا، سر ہلا کر کہا کہ «واہ، واہ، حد کرم،[۱] ہم سا اور سادہ لوح دوسرا کد ہوگا کہ سرکارِ والا کا کام اس طرح کر کر سادہ لوح کا سادہ لوح رہا۔ کرم اور مہر کدھر، کہ مورد ملال ہوا! واللہ! اگر ملکۂ گوہر آرا کو اس طرح کا سرور حاصل ہوا، معاً اس حور کو مل کر معلوم کرو کہ مار رکھا ہوگا»۔

۱۔ اصل: مردا۔
۲۔ اصل: گرم

اس کلام کو حوالۂ سامعہ کرکر گلرو کا درِ سرور کھلا اور کہا کہ ''اللہ! اللہ! اس دم ہم کو معلوم ہوا کہ ہمدگر کا وہ معاملہ واسطۂ حصولِ اصلِ مدعا رہا۔ دل کا لگاؤ ہو، سو اصلاً۔ روح مسرور اُس دم ہو کہ ملکۂ گوہرآرا ہو، وإلّا کس طرح؟ دراؤ والا مردوا در گور! اور اُس کا وہ سرِ مار، گو کہ ہو درکار، کس کام؟''

وہ دولا سوداگر، سود مول کا گاھك، گاہ ادھر گاہ اُدھر، گاہ اس ملك، گاہ اُس ملك، گاہ صحرا گرد، گاہ واردِ کوہ، ماہ ساطع کا درِ کلام اُس طرح کھلا کہ ''اول دل اس گدا کا والہِ ملکۂ گوہر آرا ہوا۔ اور اُس کا ارادۂ وصال کرکر محرمِ اسرارِ صحرا اور گاہ ہمدمِ کوہ رہا۔ اور اُس کا سودا اس حد ملكِ دل کا مسلط ہوا کہ اس کوہ کا محرم ہو دم سادہ رہا۔ اللہ کا سہارا اور رسول کا آسرا اس مردِ صد سالہ کو در ہر حال ہو، کہ رحم کھا کر احوال کا سائل ہوا، اور کہا کہ سرمۂ طلسم اور عصا موسا[1] کا اور مدد کا رسا اور کاسۂ دائم الطعام لو۔ سرمہ، کاسہ،[2] عصا، رسا کس کام کہ گلرو

۱۔ اصل: موسی۔
۲۔ اصل: سرما کا سا۔

سا ہمدم اور محرم اسرار ملا، اور اس رس کا مساس اور ململاؤ حاصل ہوا کہ ہر طرح کا درد اور دکھ دور کھسکا۔ اللہ، اللہ! سادہ سادہ گال اور گول گول گرۂ[۱] مدورِ محرم کا محرم ہو کر اس ماہ ساطع گدا کا دل اس ادا اور کلام کا اس طور مملوک ہوا کہ اگر مَلِک اس طرح ہمکلام ہو کہ ملکِ دارا لو اور گارو کو وداع کرو، اُس دم اس مملوک گدا کا درِ کلام اس طرح وا ہوگا کہ گارو کا اسم لو، اور سارا ملک و مال وار کر گدا کو دو۔ مل اگر مسکرِ کاسۂ عدل ہو، اس گدا کو کہ ملکۂ گوہر آرا کا در ہر حال والہ وصال اور مملوک رہا، کہو کہ "او ہمہ مہر اور دادِ مصور سالم اور مکرم رہ، اور دُھرا آسرا اور سہارا رکھ۔ کہو، اگر سہو محو معمول ہمارا ہو، مہر کا آسرا آس کس کو ہو"۔

گارو کا دل مسرور ہوا، اور مسکرا کر کہا "لو، آو، عہد کرو، لکھدو کہ گارو کا محل علاحدہ ہوگا۔ اور لکھا ہوا عہدِ مسَلَّمِ مُسْلِمِ مُسَلَّم" ماہ ساطع کا سر ہلا، اور گارو کا کہا ہوا عہد لکھا۔

۱ــ اصل: گرہ۔

صعودِ ہدہدِ گارو، و وصولِ او در مصور محلِ ملکۂ گوہر آرا

اُس دم اُس ساحرہ کا سحر معلوم ہوا۔ واہ، واہ! اِلو، گارو کدھر، گارو کا ہد ہد ہوا، اور وہ ہد ہد صعود کر کر ہوا کو ملا۔ ملکۂ گوہرآرا کا گھر اُس کا آرام گاہ ہوا، اور سر اُس کا کھلا۔ اُس دم ملکۂ گوہر آرا کا دل گل گل کھلا، اور اُس کا آگا روك کر کہا کہ ”سرك، او کم مہر۔ سال و ماہ سلام ولام، لکھا وکھا؟، روکھا سوکھا دلاسا، سو اصلا۔ سراسر سہو محو، دور ہو۔ لاحول ولا۔ اس لاگ کو آگ کا لوکا“!

اُس دم ہد ہد آدم ہوا، اور وہ آدم کھل کھلا کر اس طرح کہلا کہ ”مالك ہو۔ کہو، سو کہو، اور گلہ[1] کرو، مارو۔ ہمارا اور مدعا ہو، سو معلوم، الا ملکۂ گوہر آرا کا ہر طرح سرور۔ او ماہرو، ادھر آ، ہمارا اور ملکۂ گوہر آرا کا معاملہ لکھ رکھ۔ کل کو اِدھر اُدھر گلہ ہو[2]، گواہ ہوکر کہ کہ گارو کا
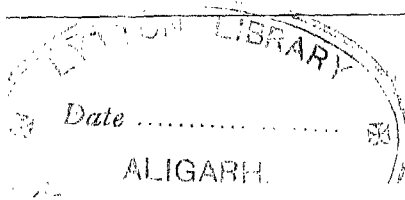
۱— اصل : گلا۔
۲— اصل : کلا۔

دوس هو، سو معلوم۔ اُس کا الحاح سوا اور طرح کا کلام ہو، سو اصلا ،، ۔

ماہ رو کا سو ادا دکھا کر، لعلِ گوهر دار هلا، اور کہا کہ ,,لو، آؤ۔ دم لو، آرام کرو۔ راگ واگ گاؤ۔ همدگر کا گله وله[1] سارا دور کرو۔ گال ملو، گال ملواؤ۔ محرم کھولو، محرم کھلواؤ۔ مساس کرو، مساس کرواؤ۔ گول گول کولھا ملو ملواؤ۔ آہ واہ کرو کرواؤ۔ گارو کا اسم ,,گلو،، رکھو. اور ماهرو کو همدگر صلاح‌کار کر کر اس کا صله[2] دو،،۔

الحاصل، سرِ محرم کھلا اور هر طرح کا مساس اور گھل گھلاؤ، اور ململاؤ هوکر راگ کا لهرا لگا. ملکۂ گوهر آرا کا سُوها، واہ، واہ! اور گارو کا دائرہ، اللہ، اللہ! ملکۂ گوهر آرا کا دل اُس کا دائرہ مسموع کر کر مسرور هوا، سراہ کر کہا کہ ,,گلرو، اگر اس دم مال اور ملك درکار هو کهو، کسو اور کو دلوادو۔ اور اس گوهر آرا کو مملوکه معلوم کرو»۔ کہا کہ اس گلرو کو وہ دو کہ اُس کو درکار اور اصل مدعا اور مراد هو،،۔

۱ــ اصل: گلا و لا۔

۲ــ اصل: صلا۔

کہا کہ "گُلو، کہ"۔

کہا کہ «ماہ ساطع ولدِ مہر طالع، ملکِ روس، حورسا امرد گوہر آرا کا مساہم، اہلِ کمال کا ممدوح۔ ہر کام کا کس والا، اُس حور کا کہ اسم اُس کا گوہر آرا اور والد اُس کا والا گہر اور والدہ مہر آرا ہو، والہ ہو کر واردِ کوہِ طلا ہوا۔ اور دادا[1] طاؤسِ مراد کو مل، اہلِ دل اور رحم والا معلوم کر، سارا احوال کہا۔ دادا کمال مصر ہوا اور کہا کہ گارو، اس دلدادۂ رُوسادہ کا کام کردو۔ ملکۂ گوہر آرا کا گھر اگر معلوم ہو، ہُدہُد وُدھد، کوکلا ووکلا ہو کر صاعِد ہو، اور اُس گوہر آرا کا احوال معلوم کر۔ اگر اسہل ہو، لگتا اس کام کا لگا۔ اور اگر اس طرح محال ہو، اور صلاح کر۔ سو اس دم اس مملوکہ کا آمد آمد کا واسطہ اس کام سوا اور ہو، سو معلوم۔ اور اس سوا کام اور ہو، سو اصلاً»۔

کہا کہ «وہ امرد معلوم ہوا کہ طاؤسِ مراد کا گھر کُودا، اور اُس لعل کا مالک ہوا کہ لعل کا آدھر گھر اور الماس کاسہ درہ اُس کا وہ ہوادار، اور اسم اُس لعل

۱۔ اصل : داد

کا گارو۔ واہ، واہ! الو امرد اور کس والا ہر طرح ممدوح ہو، وہ لعل کا گھر آدھر اور الماس کا سہ درہ اور ہوا کا عالم اور گہرا گدکا اور کھُل کھُلاؤ اور ململاؤ۔ اُوہ، اُوہ! اس آمد کا مآل دراصل لگاؤ کا کمال، اور محرم کا ملا دلا گوکھرو اُس کام کا گواہِ حال۔ گارو کا مائل گوہرآرا کا طامع ہو، سو اصلاً»۔

کہا: «ملکہ،[1] اس طرح کا کلام کم اور سارا گلہ[2] گم کرو۔ گوہرآرا کا والہ و دلدادہ گارو کا محرمِ اسرار ہو، واہ عدل! لو سرکو، مآلِ کار معلوم کر کر اس طرح کہا کرو»۔

کہا: «اگر مُکرو، مُکرو۔ دل کا احوال سو اللہ کو معلوم ہو گا»۔

کہا: «ملکہ، کلام سرکار کا اصلِ اصل۔ وہ سرکار کا مملوك اور گارو مملوکہ۔ اُس مملوكِ مردہ کو محرمِ اسرار کر کر عمرِ مدام کا مالك کرو»۔

کہا: «اگر سرورِ دلِ سرکار اس طرح ہو،

۱۔ اصل: ملکا

۲۔ اصل: گلا

طوعاً و کرہاً آولا[1] ۔ آمّا مہرآرا کو آگاہ کرو کہ ملك والا گہر، ہمارا اور اُس کا مالك، اس احوال کو مسموع کر مسرور ہو ۔ اگر اس کا اُس کا حکم لو، اس طرح کا مردوا حور سا امرد، واہ، واہ!»

گارو کا ملال دور اور دل مسرور ہوا، اور ملکۂ مہرآرا کو سلام کر کر کہا کہ «آمّا، گوھرآرا کا دل، ماہ ساطع ولدِ مہر طالع ملكِ روس، کا طامع وصال ہوا۔ واللہ! اُس سا امرد اور حور سا مردوا اور ہو، سو معلوم۔ گوھرآرا کا ماہرِ حال ماھرو اور اس گارو سوا اور ہو، سو اصلا ۔ رو روکر حال اُس کا اس طرح ہوا کہ کہو اور روؤ[2] »۔

مہرآرا کا دل ملول ہوا اور کہا کہ «اُس امردِ سادہ رو حور طور کو لا »۔

گارو کا اُس دم مکرر ھُدھُد ھوا، اور وہ ماہ ساطع امردِ دلدادہ، آلودہ درد و الم کا، مکرر اُس مصور محل کو آدھمکا۔

۱۔ اصل میں پہلے «اولی» تھا ۔ کسی نے چھیل کر «اولا» بنا دیا ہے۔
۲۔ اصل : رؤ ۔

کلام درحصولِ اہمّ مرام

الحاصل دولھا[1] ہوکر وِسادہ آرا ہوا، اور لاکھ حورِ طاؤس کردار اور سو لاکھ اہلِ سرود کا لگا لگا اس طرح کہ کوسِ رعد آسا، اور دہلِ[2] سامعہ سا، اور اور دمامۂ اسد صدا، اور عودِ حمامہ آوا کا ہمدگر مل کر سُروُر، مَدّہم ودّہم، سادہ وادہ، اور گاہ اور صعود کر کر سرگم کا حورِ ارم کا سا عالم ہوا۔ اور اِدھر کامود، گاہ مدہ مادہ اور ملار، گاہ کِدارا اور مالکوس سا راگیٖ سامع آرا مسموع کر دل ملوك اور اُمرا کا کھلا۔ مولا اور کلو کا وہ کلام کہ «کملا محرم دل دادہ» ہر سامع کو سراسر آگ لگا کر الگ ہورہا۔ اور سادھو مادھو کا ادا دکھا دکھا کر دھوم دھام کا رَوْلا کہ سُدھارس کا کہا ہوا وہ «دِر دِر، دِر دِر، دَرا، دَرا، آہِ دِر دِر، دِر دِر، دَرا دَرا۔

کلامِ مصرع دار

وصلِ دلدار آمدہ دردِ دلِ ما را دوا
رو، ارسطو، رو ارسطو، دردِ سر ما را مدہ

کودکِ دہساله اور مردِ معمرِ صدسالہ کو رُلا رلا

۱۔ اصل: دولہ۔
۲۔ اصل: دہل دل۔

کر روح کو آلگا۔ گل محمد کا سالا، مکھو، ہرگاہ دائرہ سمھال کر کوکلا سا اس طرح کوکا:

گئو کل کو مورلا کوك رهو هو
رادھا ہر کا ہو اُور بِسدھارو

اُس دم ہر دل کا ارادہ کرکر کرا آگ کا کر، ہمراہ رود و سرود راگ کا لہرا اور سُر سم کا لــّگا لگا کر علاحدہ علاحدہ ہر گروہِ[1] آدم کا طور اور ہُوَ ہُوَ ہر کدام کا کلام، اس اس طرح ادا ہوا کہ واہ، واصلا۔ کلو، مرادو، امامو کا کھرا کھرا[2] گہرا گہرا کہروا، دُہرا دہرا کر کولھا[3] ہِلا ہِلا، گلا لہر لہرا، دولھا[4] کو گھور گھور، دم سادھ، گم ہو، گا گا کر: «اودھو مہرا گہرا والا حاکم ہم را» اس طور کہ، واہ!

اور واہ، واہ! وہ رھس لالہ رامداس کا، اور وہ سارا عالم، اور کالا کمل والا گوالا، اور وہ سو سر کا کالا، اور وہ اوس، اور وہ گھاس، اور لاکھ گؤ کا دودھ، اور گؤرس، اور لاکھ گاگر، اور رس کا

۱۔ اصل: گروہ۔
۲۔ اصل: کہرا کہرا۔
۳۔ اصل: دکولا۔
۴۔ اصل: دولہ۔

سا گر، اور اُس راگ کا لگاؤ، اور آگ کا الاؤ، اور
ھر ھر درگ مرگ سا، مولا سا، اور گوکل کا سارا
اُداسا، اور اُدھر کا ادھورا دلاسا، اور وہ دھوم دھام
کا رَولا، اور راولا کوسا، اور آس کا لـگا لگا کر، سولہ
سولہ سو کا مسوسا، رو رو ٹھـکهك کہك سُلـگ سُلـگ
دھك دھك، سر گال کو راکھ دھول مل، اس طور کہ

ھا ھا، او دھو ھردوارکا کو سدھا رو
کا ھو کہا دوس سگرُو دوس ھمارو

اور واہ واہ! وہ آلھا اودل کا راگ ھُمك ھمك
اور کورو[1] کا گھماکا، اور ھر ھر سور اور سُودّر کا
گھل گھلاؤ گہك گہك، اور واہ! وہ سرِ راہ گولر کا
آسرا اور کولـك کا لگا، اور وارد و صادر کا دُگھدھا،
اور ادھر اُدھر ھرکارہ لگا ھوا، اور آمدِ مالِ سوداگر، محرر
اُس کام کا لا لا گردھر اور لاڈو اُس کا سالا اور سسرا
اُس کا مادھو رام، اور ھمدگر اس طور کا کلام کہ
«مہر کا گھور محمد سُرُور کو راگ اس طرح ھوا کہ
ھوا کو کوا کرا»

کلامِ مصرع دار

مہِ ما آمَرَدْ سَدَہ سَدَہ[۱]
دَرَدَا دَرَدَا دَدَہ[۲] صدا
کہ درا درا اِدرا[۳] گدا
ہُدہُد ہما کو سر و دُم ہلا
ہُلُولُوم ہُلُولُوم ہُلُولُوم ہُلُولُوم

اور گھورک گھورک گھور گھور مردِ حمد آور کا
کلام اور کُکراگ اس طرح کا

کلامِ مصرع دار[۴]

کورار کورار کورار اول گورلوک و کلگوارہ
سوکار سوکار و کولار کولسام و اور گولسام

۱۔ بین السطور میں اس کے معنی لکھے ہین: سادہ سادہ۔
۲۔ ان لفظوں کے نیچے لکھا ہے: درا دا، درادہ دادہ۔
۳۔ اس لفظ کے نیچے لکھا ہے: ادھر۔
۴۔ پہلا شعر قصیدۂ بے نقط موسوم بہ طور الکلام کا آٹھوان شعر اور ترکی زبان کا ہے۔ کلیات قلمی (ورق ۲۱۰ الف) میں اس کے الفاظ یہ ہیں:

کورار کورار اول کور کو لك و کلکوارہ
سوکار سوکار و کولر کولسام اور کلسام

مطبوعۂ دہلی (ص ۱۲۸) میں اس طرح لکھا ہے:

کورار کورار کولار اول کورو کلکوارہ
سوکار سوکار و کولر کو لسام اور کلسام

دوسرا شعر غالباً اسی موقع کے لیے کہا گیا تھا۔ کلیات میں اس کا پتا نہیں چلتا۔

اول کور گولوك دور مو کور گولوك دور اول کور
گولوك دور موکور گورلوك دور مولوموك دور

واه، واه! وه دورهارا دِکها دکها، دهمکا دهمکا کر، معامله[۱]
حال کا سا اُس گروهِ دَدْآسا کا، که اصلِ مولدِ کُل روه
اور هر واحد اُس گروه کا عکسِ مرادِ احمر،[۲] اور کل کا
طور سو اس طرح که عمّامه ململ کا اور دس اطلس گلدار
کا گهگرا دُمِ طاؤس سا، اور کالا کمل کسا هوا کمر کا سهارا،
سرمه سراسر گهُلا هوا، اور وسمه لگا هوا، اور وه هرارا
اور حمله گهرا، اور سرودٗ کا لهرا، اور سر هلا هلا اُکس اُکس
کود کود اعاده اس کلام کا: «ملا سردارا، اِسکوٗا، اِسکوٗا،
اِسکوٗا»۔

اور الله، الله! وه مکالمه علماءِ اهلِ ده کا همدگر اس
طور، که «ملا صدره آس آس لِکهس رها۔ ملا محمود
مع اوله آس آس کہس، اور حمدلاه[۳] سلّم مُسلّم والا

۱۔ اصل: معاملا۔

۲۔ اصل میں لفظ کے نیچے لکھا ہے: «یعنی خرس»۔ احمر کو فارسی مین سرخ کہتے هیں اور سرخ کا عکس خرس ہے۔

۳۔ اصل: حمدلاه۔ مولوی حمد الله سندیلی نے محب الله بہاری کی منطق کی عربی کتاب «سلم العوم» کی شرح لکھی ہے، جو مصنف کے نام سے «حمدالله» مشہور ہے۔ مسلم، یعنی مسلم الثبوت، اصول فقه حنفی کی ایك عربی کتاب ہے، جو ملا محب الله بہاری کی دوسری تصنیف ہے۔

دُوُ کو رَدّ کرِس۔ در اصل عِلم کا گھر، سو مدرسہ ملا سعد کا رہا۔ و ما عداھا لا۔ اس کو دَرِک کرو اور کا اور وہ کہ اَلعِلم مَعَ العَمل، کَالمِسک مَعَ الغَسل»۔

اور وہ مردودِ درگاہ سالار و مدار کا رَولا، راکھ دھول سر کو لگا[1] اور الاؤ آگ کا سلگا، اور وہ دَھمَال اور دِھد کار کا معرکہ کہ «مدار مدار مدار، سالار سالار سالار»۔

اور واہ واہ! وہ کلام لا لا سدا سکھ کا کہ کھرا اُس سا دوسرا کم ہوگا، محوِ کاسۂ مدام ہوکر اس طرح کہ «دَرا درا درا، راگ کا سِرا، دِر در در در دور کر دُر در در در، کس کا دُر، اُس امرد کا کہ ماہ آسا سادہ رو ہو»۔ اور وہ ملمع کلمہ کہ «ماء الورد اور دُر دارو ملاؤ کر کر در کلوم دِہ۔ او مردک اُلّو گُدّو، حمارِ صحرا گدھا گُدّو، مگو، «کل کلا کلوا» مع «اَ کل، اَکلا، اَ کلوا» کُلو لحمِ مملح، دگر راج آرامِ دل دہ، مل کر سو رہ»۔ اور اعادہ ہر دم اس کلامِ مہمل کا کہ «اللہ اور رام، کلاھما واحد»۔ لاحول و لا۔

۱۔ اصل: لگاو۔

اور محاکمہ گروہِ ملّاح اہلِ اسلام کا اس طور[1] :
«مُسُعُدا گُسُو، کُدا وُہُم کُرُو، رُسّا کُسُو،
اُس کُو دُوھُو، گُورُس کُرُو، لُٹکا دُھُرو،
مُوکُوك مُوکُوك مُسکا کہاؤ کُہوا کَھاو گُوکُوك۔»

مکالمہ او سوال، اور وہ دوارکاداس اوسوال کا کورۂ حدّاد سا گال، اور وہ لس‌دار رال کا معاملہ گؤمکھ سا کلّا، سر کھلا، اور اُس کا وہ محلِ امعا دمامۂ رعد صدا، اور مکارام اُس کا گُر، اور سرگم کا سا سُر۔

معاملۂ اہلِ حال

اور وہ آمدِ آمدِ اہلِ کمال، اور وہ عمامہ، وہ کلاہ، وہ رِدا اور سماع و حال، اور وہ عرس کا احوال؛ اور وہ ولوّلہ اور سودا، اور وہ سوکھا سا کھا

۱۔ ڈاکٹر صدیقی صاحب اپنے گرامی نامۂ مورخۂ ۲۲ جون سنہ ۱۹۴۶ع میں تحریر فرماتے ہیں :

«وہ جو ملاحوں کی بولی کی نقل آتاری ہے، وہ بنگال کے ملاحوں کی نقل ہے۔ بنگالی زبان کی بہت ہی عام چیز یہ ہے کہ آپ کا فتحہ ان کے ہاں ضمہ ہوجاتا ہے اور اکثر کسی قدر اشباع کے ساتھ اور کبھی پورا «و» ہوکر ان کی زبان سے نکلتا ہے، جیسے گھر کو گھور اور گنگا کو گونگا کہتے ہیں۔ انشا پیدا ہی بنگال میں ہوئے تھے۔ ملاحی کا پیشہ کرنیوالے بنگال میں مسلمان ہی ہیں۔ اس لیے یہ بہت قرین قیاس ہے کہ بنگال کے ملاح مراد ہیں۔»

گردۂ مدور[1] اور کاسہ[2] دال عدس کا رُوکھا؛ اور حرص و ھوا، اور وہ راگ اور صدا، اور دائرہ اور دورہ[3] «اللہ ھُو» کا؛ اور وہ اُھو ھُو ھُو، آھاھا سر اور عصا اور رومال ھلا ھلا کر، رو رو، رُلا رُلا کر۔

اور وہ لاھور کا سِکھ گرو امرداس والا، اور اُس مردود سُؤر کا «واہ گرو واہ گرو» کا معاملہ اس طور کہ لَاحولَ وَلَا۔

اور وہ دس مرد کہ ھر واحد کا سودھرا مولد اور ماوا، اور اسمِ ھر واحد کا اس طرح: رُولنڈُو[4] گُلّو[5]، گتھمّا[6]، دُھوما، مَلتّھا، سَلتّھا، کَکلّا، مَہروُ، محمد مراد، تمشُو، آکر ھر واحد اس طرح کوکا، اور دُھرا دھل محرمِ صدا ھوا۔

---

[1] - بین السطور میں لکھا ھے: نان۔

[2] - اصل: کاسا۔

[3] - اصل: دورا۔

[4] - دریای لطافت میں رلدو بے واو معدولہ لکھا ھے۔

[5] - دریای لطافت میں گلو لکھا ھے۔

[6] - دریای لطافت (ص ٢٥٢) میں کھما لکھا ھے اور پنجابی نام بتایا ھے۔

کلامِ مصرع دار

کرم اللہ دَا لَکھْہِ طرح دَا، اس دولھا دَا لال رومال

سرور سرور سرور سرور آکہِ رھا کر گھتّا لال

سہرا دا[۱] سرور دا رُولدو، سرور رَاوَل دولھا ہوءِك

دولھا دَا گھر اللہ وَساؤك، سرور دَا اِہ کولا ہوءِك

اور، ملّھو، اور عصمو، اور امامو، اور مرادو اور کرمو، کہ ھر واحد کا گھر لاھور، اور کام ھر واحد کا سو ھلا آکر اس طرح ھر واحد کا راگ ھمدمِ سمیع اھلِ سرور ھوا:

کلامِ مصرع دار

امّا دَا اِہْ لال دُلارا دُولھا کِکـرّ ملھو وال[۲]

اکہِ[۳] ملاوك گھور رھا اِہْ امّا والا عصمو وال

آسا مل امّا دا محرم کرم محمد ممّا ملِدا

اکہِ[۳] ملاوك کِکـڑ دولھا آکہِ مرادو کرمو وال

۱ــ اصل: کا۔ مگر پنجابی میں یہ علامت اضافت مستعمل نہیں ہے، اس لیے میں نے پنجابی علامت «دا» کو متن میں لکھنا مناسب خیال کیا۔

۲۔ اصل میں تینوں مصرعوں میں «ول» ہے۔

۳ــ اصل: آ کہہ۔

سر سودا کلاہِ دود آسا ہد ہد اور مور کا سا طُرہ لگا ہوا سو دور دھر کر گلا ولا کس سا لال لال ہو، گھور گھور، گھورک گھورک، کود کود لُوم اور مکرا اور مسکول کا گرما گرم گول گول گولا سا سلام، اور مسکرا مسکرا طاؤس وار کام، اور کلام اس طور:

وھو وھو او کالا آدم کالا آدم
لاو ول لاو ول درام درام

اور سوگوارا دارو اور رال کو آگ لگا کر معرکہ آرا ہوا۔ ماہ ساطع اور ملکۂ گوہرآرا کو اس طور کا کلامِ مداحِ معرکہ آرا مسموع ہوا کہ اللہ، اللہ!

کلامِ مصرع دارا[1]

حور عروسِ مدعا، صلّ علا محمدٍ
عطرِ سہاگ کا لگا، صلّ علا محمدٍ
واہ، وہ عالم اور ادا، سہرا ملا دلا ہوا
طورِ سحر سو رسمسا، صل علا محمد
سلسلۂ کلام گرم، اور ہوا وہ سرد سرد
وصل سہا و مہر کا، صل علا محمد

۱۔کلیات انشا قلمی: ۱۴۱ ب، کلیات مطبوعۂ دھلی: ۲۳۲۔

✿ واردِ معر کہ ہوا مہرۂ ماہ و مہر[1] کو ✿
✿ اور عطاردِ سما، صل علا محمد ✿
✿ آس مراد کا ادھر اور اُدھر کو گل کھلا ✿
✿ گل کدہ سارا لہلہا، صل علا محمد ✿
✿ معرکہ دھوم دھام کا، وہ محل اور اُس کا وہ ✿
✿ کارِ مرصع و طلا، صل علا محمد ✿
✿ صدرِ صدورِ رسم وراہ واردِ محکمہ[2] ہوا ✿
✿ مہر ملوك کا لکھا، صل علا محمد ✿
✿ طرۂ لعل و گوہر اور سلسلہ راگ[3] کا کھلا ✿
✿ وا درۂ ارم ہوا، صل علا محمد ✿
✿ صل علا محمد، آلِ رسول کا رہا ✿
✿ ہم کو مدام آسرا، صل علا محمد ✿
✿ سورۂ حمد اور درود وردکر آشنا،[4] واہ واہ ✿
✿ واہ، کرور واہ وا، صل علا محمد ✿

۱ــ اصل: و ندارد۔
۲ــ ق و م: حاکم۔
۳ــ ق و م: ہار۔
۴ــ مقطع میں بہ مجبوری منقوط لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

ـ اُس مداح کو اس کا صلہ[1] آگرا، اور اُس کا گردا گرد اور کمرِ مرصع اور عطر اور طرۂ گوہر اور ہار گل[2] کا مِلا، اور کہا کہ «واہ، واللہ، واہ!»۔

اور حکم عالم مطاع کامو اور کادو اور گوگا اور رموّ اور کملو کو صادر ہوا کہ کل اس کو گاؤ۔ لاکھ حصارِ طلا کار، دس لاکھ ہالۂ ماہ کردار اور سولہ لاکھ سہ درۂ آلماس وار، اور سو لاکھ طاؤس ہما کردار، ہر ہر واحد آگ کا کرا مع[3] گلکدۂ ارم اگل اگل معرکہ آرا رہا۔

اور رعد صدا وہ گرما گرم گولا کہ سما و سمک کو دہلا دہلا ہلا ہلا کر محلِ طلوعِ صد مہر و ماہ و سہا و عطارد ہوا، اُس کا عالم اس طور کا کہ واہ!

اور وہ کرہ مدور سا اطلس کا کہ آگ کا لگاؤ اور دود اُس کا حامل ہوا، اُس کا صعود، اللہ اللہ!

ہر گاہ ماہِ عالم آرا کا سدس عہدِ عمل رہا، اسعد الدولہ ملا محمد کامل، اور اکرام الدولہ ملا محمد لامع کو دو گواہ کر کر دولہا آمادۂ وصال دلدار رہا۔ اور

۱۔ اصل: صلا۔ ۲۔ اصل: کل۔

۳۔ اصل: معہ۔

عروس کا سرآمد وکلا صدرالصدور، صدرالدوله، مکرم الملك
ملا محمد واسع ہوا۔ اور داماد کا عمادالدوله، مصلح الملك
ملا محمود۔ الحاصل وه دس سطر که عروس و داماد کا
معاملۂ[1] ہمدگر اُس سوا ہو، سو معلوم، مع[2] مَہر و مُہر
و گواه دولها[3] حوالۂ سمع کر کر محل سرا کو سدھارا۔
الله، الله! وه آس مراد کا موسم اور اُس دولها کا طرۂ الماس
اور لعل کا عالم۔ اور وه سہرا سلسلۂ گوہر اور گل کا
اہلا گہلا، اور وه ہارِ مرصع کا لہلہا، اور وه سہاگ
کا عطر، اور وه محل سرا کا معامله، اور گہر کا وه
سُسر راگ علاحده علاحده اور طور کا۔ اور کل
رسم و رسوم اور معمول، اور الله کا رحم اور دھوم
دھام، اور وه ماه رو کا گُلگلا سا گال اور اُس دم
کا حال، اور وه گہما گہمۂ اور وه ملولا، اور وہم اور
مسوسا، اور ہراس اور لا کہہ طرح کا وسواس۔ اور
اس ہم عمر کا دلاسا اور اُس کا اُداس کلمه و
کلام، اور اُس کا گہلاؤ ملاؤ، اور وه سُوہلا که

۱۔ اصل: معاملا۔

۲۔ اصل: معه۔

۳۔ اصل: دوله۔

«لو، وہ آگلا اکہرا دُہرا ہو کر اس طرح آلگا» اور اُس کا رکاؤ اور دل کا گہاؤ اور رکھ رکھاؤ۔

واہ واہ، وہ محل سرا کہ طرح اساس اس طور حدّ معمار ہو، سو معلوم۔ ہر موسم کا علاحدہ علاحدہ عالم۔ موسمِ سرما کا عالم اس طور: وسط گلکدہ گول گہر کلاہِ سمور آسا، اور ہر ہر در کو اصلی طوس لگا ہوا، لمعۂ مہرِ وسط السما، سرو سا دگلا ہوا کا گد گدا ملمع مطلا۔ اگر کا عطر اُس کا حوصلہ آرا، اور راگ کا سُرور، سِرا وِرا معلوم، مگر مدہ مادہ کا دورہ، اور عود کا ہرارا، اور ہا ہا ہا! وہ گہما گہم کا موسم، اور دمکلا وہ کہ اُس کا اس طرح کا عالم کہ دو کوس والا مار کہا کر لال ہو، اور وہ کلال اور گالم گال، اور وہ آمد آمد کا سُر اور دھمال، اور راگ اس طرح:

٭ مادھو ہو درس دکھاؤ رادھا کو دوؤ ادھر گہکر سدارس لو ٭

اور موسمِ گرما کا حال اس طرح کہ طلوعِ ماہِ طلسم کا سحر کا سا معرکہ، موگرا کا گہر، گوہر آمودہ ہر در، گردا گرد لہر اور گوکھرو کا لہرا، اور راگ واگ اصلا، مگر کامود اور کدارا۔

اور اللہ اللہ! وہ اودا اودا احاطہ کوهسار کا سا گردا گردِ دورۂ عالم، اور وہ اهلا گہلا لہلہا هرا هرا موسم، اور واہ واہ! وہ عروسِ رعد کا رَولا کہ اس طرح معلوم هو کہ آگ کا کُرہ، هل هل کر گرا۔ اور وہ مَسندِ طلا کار اور دالك اور دمك اور موسل دهار اور سارا محل سرا طورِ طاؤس هوا دار۔ اور هرهر در اور هرهر کهم کو سُوها ململ اور سوها ادرسہ لگا هوا۔

اور واہ واہ! وہ کوکلا اور وہ کدم اور اُس کا گلا کسا هوا محو و آوارہ، اُس کا هار رسّا گهوارۂ مرصع کا اور راگ واگ، گو[1] دهدکار، کس کو درکار مگر ملار ملار ملار۔

الحاصل اُس حورِ ماہ آسا کا وصل اُس سروِ دلآرا کو حاصل هوا۔ او لوگو، سر کهول کهول دعا کرو کہ— الٰہا، اُس طرح کہ ملکۂ گوهرآرا اور ماہ ساطع کا همدگر مدعا ملا، اُس طرح همارا اور کل عالم کا دل مسرور اور دکهہ دلدّر دور هو!

اهلِ عالم کو معلوم هو کہ معمارِ اساسِ «سلكِ گوهر»

۱۔ اصل: کو۔

طلسم کا اسم، مرادِ «لو آرَادَ الله»[۱] همسرِ املا، ولدِ مدلولِ «مَا آرَادَ الله»[۲] مصدر، ولدِ معلومِ «لمعُ الله»[۳] هوا۔ سو هم اور همارا والد اور همارا دادا سگکِ درگاهِ اسد الله، رَحِمَهُمُ الله، هر کدام کو مسموع هوا هوگا که وه مردِ عمده، والدِ محررِ سطور کا آلِ رسول اور صلاح کارِ اُمرا، سر آمدِ حکما مع علمَ و کوس همسرِ رؤسا، دلاورِ معارکِ اهلِ حسامِ دو دم، سالکِ مسالکِ کرم، سرگروهِ اهلِ همم رها، اور سحر و مسا مدام، دمامهٔ حمامه صدا اُس کا سرِ عام، اور عموماً اطعامِ وارد وصادر کا واسطه، اور محرکِ سلسلهٔ صله،[۴] اور علوِ حوصله اُس کا وه که دم سوال هر کدام کو موسمِ سرما گرما گرم کمل اور موسمِ گرما دوهر ملا۔ مردِ طعام‌ده، مددگارِ که ومه، درد دکھ کا سهارا، گھر اُس کا اهلِ کمال کا آسرا۔ الهٰا، اس کا صله[۴] اُس کو

۱۔ اصل کے بین السطور میں اس جملے کے نیچے لکھا ہے : «ان شاء الله»۔ دیباچے کے حاشیے میں اس کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

۲۔ اصل کے بین السطور میں اس جملے کے نیچے لکھا ہے: «ماشاء الله»۔ یہ انشا کے والد کا نام ہے، مصدر ان کا تخلص تھا۔ «ما اراد الله» کے معنی ہیں، جو الله نے چاہا۔ یہی مطلب و معنی «ماشاء الله» کے ہیں۔ پس جملهٔ ثانی جملهٔ اول کا مدلول یعنی مطلب ٹھہرا۔

۳۔ اصل کے بین السطور میں اس فقرے کے نیچے «نور الله» لکھا ہے۔

۴۔ اصل : صلا۔

دلسارا رور اور مدامِ طہور عطا کر، اور سولاکم گرہ کو وا کرا